مقدماتِ باغ و بہار کا تقابلی جائزہ

[رشید حسن خاں اور سہیل عباس کے خصوصی حوالے سے)

شازیہ پروین☆

Abstract:

Bagh o Bahar is a legendary tale of Urdu literature.Meer Aman has given an everliving story to Urdu literature,which is unique in its treatment of language and style.Author of Bagh o Bahar is comparatively less known than his book.Rasheed Hassan Khan wrote a detailed preface of this book.Sohail Abbas has dared to take a trodden path of writing another preface to the book.He has analysed this tale grammaticaly.Both of the prefaces are worth reading and informative.

فورٹ ولیم کالج کی داستانیں اردو ادب کے صحیفے ہیں۔ان داستانوں میں میر امن کی ''باغ و بہار'' کو سب سے زیادہ شہرت نصیب ہوئی۔اگرچہ اس کی تالیف کو دو صدیوں سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے لیکن آج بھی اس کی مقبولیت کم نہیں ہوئی۔ان دو صدیوں میں اردو زبان و ادب نے کئی روپ بدلے ہیں اور زبان کے ساتھ ساتھ طرزِ املا میں بھی کئی تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں لیکن میر امن کی زبان آج بھی تازگی اور لطافت کا اعلیٰ نمونہ سمجھی جاتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ یہ داستان آج بھی ہمارے نصابات کا ایک لازمی حصہ قرار دی جاتی ہے۔باغ و بہار نہ صرف قصے کی دلچسپی کے باعث بلکہ زبان کی صفائی کے اعتبار سے بھی ایک اعلیٰ پائے کی کتاب ہے۔مولوی عبدالحق لکھتے ہیں:

> ''میر امن کا قصہ چہار درویش، فی الحقیقت باغ و بہار ہے۔یہ اردو نثر کی ان چند کتابوں میں سے ہے جو ہمیشہ زندہ رہنے والی ہیں۔اس کی مقبولیت کا بہت بڑا راز اس کی فصاحت اور سلاست میں ہے۔''
>
> (۱)

سید احتشام حسین نے بھی ''باغ و بہار'' کی تعریف کی ہے:

☆ ایم۔فل اسکالر، شعبۂ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

"میر امن کی باغ و بہار ان تصنیفات میں سے ہے جو ایک پیدا ہو کے پھر نہیں مرتیں۔"(۲)

کلاسیکی داستانوں میں یہ شرف بھی باغ و بہار ہی کو حاصل ہے کہ اس کتاب پر سب سے زیادہ تحقیقی وتنقیدی کام ہوا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ باغ و بہار جس قدر مقبول داستان ہے اس کے ماخذ اور مصنف کے بارے میں اسی قدر کم معلومات ملتی ہیں۔ مرورِ ایام کے ساتھ ساتھ باغ و بہار کے بہت سے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ نسخے منظرِ عام پہ آتے رہے اور کثرتِ تعبیر سے یہ خواب اور پریشاں ہو گیا۔ چہار درویش کے ماخذ و مراجع اور تراجم سے متعلق تمام تر تحقیق وتنقید کے باوجود "باغ و بہار" کے ایک معتبر متن کی تدوین اور مفصل مطالعے کی ضرورت تھی۔ اس ضرورت کو مشہور محقق اور مدوّن جناب رشید حسن خاں نے پورا کیا اور ان کی عرق ریزی اور محنت شاقہ کی بدولت باغ و بہار کا ایک معتبر اور مستند متن زیورِ طبع سے آراستہ ہو چکا ہے۔ اس کتاب کو بلاشبہ اردو تدوین کا بہترین نمونہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ تحقیق و تدوین کے علاوہ تنقید و تحسین کے اعتبار سے بھی یہ کتاب لائقِ مطالعہ ہے۔ جناب رشید حسن خاں نے باغ و بہار کی نثر کی اہمیت اور اجزائے ترکیبی پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ رشید حسن خاں نے باغ و بہار کے جن محاسن اور معائب کی طرف اجمالی اشارے کیے ہیں ان کی تفصیل ڈاکٹر سہیل عباس کی مرتبہ "باغ و بہار" میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

اس مقالے میں باغ و بہار کی نثر کے رجزائے ترکیبی کے دونوں تنقیدی مطالعات کو زیرِ بحث لایا گیا ہے۔ اگر رشید حسن خاں نے باغ و بہار کی تدوین کا ایک اعلیٰ معیار قائم کیا ہے تو سہیل عباس نے بھی باغ و بہار کی زندہ نثر کے لسانی تجزیے کا حق ادا کیا ہے۔ یہاں صرف رشید حسن خاں اور سہیل عباس کے مشترکات کا موازنہ مقصود ہے۔ ڈاکٹر انوار احمد، سہیل عباس کو داستانوں کا ایک مثالی کردار قرار دیتے ہیں:

> "کہانی کے بارے میں مجھے ہمیشہ خیال رہا ہے کہ بان کا وصف اس میں ثانوی حیثیت رکھتا ہے، کیوں کہ ایک وقت کی مقبول زبان اور اس کے روزمرے اور محاورے کی لذتیں ضروری نہیں کہ ایک مخصوص زمان و مکان کے بعد مسحور کرنے پر قادر ہیں، بلکہ زیادہ امکان ہے کہ وہ خوبصورتی کے عبرت ناک عجائب خانے میں داخل ہو جائیں۔ میر امن کی 'باغ و بہار' کی زبان اور اسلوب کی بہت تعریف کی گئی ہے اور عام طور پر یہی خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ تحسین، زٹلی اور میر امن کے قصوں میں مابہ الامتیاز وصف زبان کا ہے، اس امر پر کم ہی ناقدین نے توجہ کی کہ کس کو قصہ گوئی سے طبعی مناسبت ہے اور حسبِ ضرورت ایجاز و اطناب بیان کے سلیقے سے کس نے کام لیا ہے۔ بہر طور سہیل عباس نے اپنے بے مثل کام سے مجھے ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے، اس کا بظاہر متروک [نامقبول، کم مقبول] شعبہ ہائے مضامین میں انہماک، کتابوں سے رغبت، مشکلات کو سہولتوں میں تبدیل کرنے والا تخلیقی ذہن اسے داستانوں کا ماورائی نہیں تو مثالی کردار ضرور بناتا ہے۔ رشید حسن خاں کے مقدمۂ باغ و بہار کے بعد بہت کم امید تھی کہ کوئی دیوانہ اس دشت کی بادیہ پیمائی پر دیوانگی کے باوجود آمادہ ہو جائے گا مگر مجھے خوشی ہے کہ ملتان کے ایک اسکالر اور اردو زبان و ادب کے استاد نے اس کی زبان کے نظام کا جائزہ قواعد کے علم سے آگاہ ہونے کے ساتھ ساتھ اجتہادی استعداد کے ساتھ لیا ہے۔ سہیل عباس

> نے قواعد زبان جیسے خشک اور بے برگ و بار موضوع کو جو تازگی اور زندگی دی ہے وہ اس کے تخلیقی ذہن اور جودتِ طبع کو ظاہر کرتی ہے، دوسری طرف اس نے اسلوبیاتی اور ساختیاتی دبستان کے مباحث کے لیے بھی مضامینِ نو کا انبار لگا دیا ہے۔" (۳)

میر امن کی 'باغ و بہار' کی نثر کا جادو سر چڑھ کر بولتا ہے۔ رشید حسن خان نے نہ صرف "باغ و بہار" کا معتبر اور مستند متن تیار کیا ہے بلکہ تشریحات، اختلافِ نسخ، انتسابِ اشعار، تلفظ اور املا جیسے اہم مباحث کو بطور ضمیمہ جات شامل کر کے کتاب کی قدر و قیمت کو بڑھا رہا ہے۔ اگرچہ 'باغ و بہار' کی نثر کی تعریف اور تجزیے کی روایت بہت پرانی ہے لیکن جس باریک بینی اور تنقیدی بصیرت کا ثبوت رشید حسن خان نے دیا ہے اس کی مثال پہلے نہ تھی۔

رشید حسن خان نے باغ و بہار کی نثر کے اجزائے ترکیبی میں سب سے پہلے محاورہ اور روزمرہ کا ذکر کیا ہے۔ میر امن سے پہلے تحسین 'نوطرزِ مرصع' کے نام سے یہی داستان اردو میں لکھ چکے تھے۔ میر امن نے تحسین ہی کے قصے کی پیروی کی ہے، اصل فرق زبان کا ہے۔ نوطرزِ مرصع میں ہر کردار تحسین کی زبان میں باتیں کر رہا ہے۔ باغ و بہار میں ہر کردار اپنی زبان میں باتیں کرتا ہے۔ میر امن کی با محاورہ اور روزمرہ سے آراستہ نثر کا ایک بہت بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اردو نثر کا یہ نیا اسلوب، فارسی کی اس طاقت ور نثری روایت کے دباؤ سے ذہنوں کو آزاد کرانے کا نقطۂ آغاز بنا، جس نے ہندستان کے اہلِ علم کو بے طرح اپنا گرویدہ، بلکہ یوں کہیے کہ اسیر بنا رکھا تھا۔

رشید حسن خاں کا خیال ہے کہ میر امن کی اصل حیثیت ایک ایسے صاحبِ طرز نثر نگار کی ہے جس نے اردو میں سادہ و پرکار پیرایۂ اظہار کا نقش درست کیا، روزمرہ اور محاورۂ اہلِ زبان کی اہمیت کو صحیح معنی میں پہلی بار روشن کیا اور جس چیز کو ٹک چلن کہتے ہیں، لغت اور قواعد کے مقابلے میں اس کی افضلیت اور برتری کا اظہار اور اعلان کیا۔

سہیل عباس نے باغ و بہار میں روزمرہ اور محاورہ کی تحسین کے بجائے بیسیوں مثالیں تلاش کی ہیں:

تم نے سانپ آستین میں پالے ہیں کس برتے پر تتاپانی دن پہاڑ سا چھاتی پر سے ٹلا، جب تجہیز و تکفین سے فراغت ہوئی اور پھول اٹھ چکے، وہ پھول سا بدن سوکھ کر کانٹا ہو گیا اور وہ رنگ جو کندن سا دمکتا تھا، ہلدی سا بن گیا۔

رشید حسن خان نے میر امن کی منظر نگاری کی بطور خاص تعریف کی ہے جب کہ سہیل عباس نے اس وصف کا ذکر نہیں کیا۔ رشید حسن خاں کے بقول:

> "جن عناصر نے باغ و بہار کی نثر کو حسن بخشا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اسے بول چال کر زبان سے قریب تر کر دیا ہے۔ ان میں سے تکرارالفاظ ان کے اندازِ بیاں کی ایک اہم خصوصیت ہے۔ اس خصوصیت نے کئی شکلوں میں اپنے آپ کو نمایاں کیا ہے، کبھی تو وہ تابع مہمل کی پیوند کاری کرتے ہیں؟ اور اس سے اردو پن اور بول چال، دونوں کا رنگ چمک اٹھتا ہے، مثلاً:
>
> کچھ پیس پاس رہے تھے ... لوگ طعنہ مہنا دیتے ہیں ... کپڑے وپڑے پھینک پھانک دیے۔" (۴)

☆ اسی انداز کی ایک دوسری شکل یہ ہے کہ کبھی مرادفت اور کبھی قریب المفہوم لفظوں کو ایک ساتھ لاتے ہیں۔ اس سے بھی گفتگو کا انداز نمایاں ہوتا ہے، مثلاً: سپاہ گری کا کسب و فن ... تلاش میں ناونواڑے کی ... راہی،

مسافر جنگل میدان میں سونا اچھالتے جاتے۔

☆ کبھی وہ جملے میں ایک لفظ کو مکرر لاتے ہیں اور اس تکرار سے بھی وہی فائدہ حاصل ہوتا ہے، جیسے:

جنس ملک ملک کی گھر میں موجود تھی.... ہزار ہزار شکر بجا لایا۔

☆ اسی انداز کی ایک شکل وہ ہے جس میں وہ متضاد لفظ ایک ساتھ لاتے ہیں، جیسے:

تمام آدمی چھوٹے بڑے، لڑکے بوڑھے، غریب غنی شہر کے باہر چلے ... جتنے آدمی وہاں کے بزاری اور بازاری نظر پڑے.....

☆ جب وہ طویل جملوں میں ایسے متعدد لفظ یکجا کر دیتے ہیں، جن میں سے بعض میں دو دو مرادف یا قریب المفہوم لفظوں کے ٹکڑے ہوتے ہیں، مثلاً: سب دولتِ دنیا، گھر بار، مال اولاد آشنا دوست، نوکر چاکر، ہاتھ گھوڑے چھوڑ کر اکیلے پڑے ہیں...اور قبر کے اندر کا احوال معلوم نہیں کہ کیرے مکوڑے چیونٹے سانپ ان کو کھا گئے۔

☆ میر امن موقعے کی مناسبت سے ایسے کئی لفظ ایکساتھ لاتے ہیں جو اصل میں ایک ہی مفہوم کی ترجمانی کرتے ہیں۔اس طرح بیان کا حسن تو پیدا ہوتا ہے،لفظیات کے ذخیرے پر لکھنے والے کی نظر کس قدر محیط ہے، اس کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ایسے مقامات پر عبارت میں داستان سرائی کا سا انداز پیدا ہو جاتا ہے اور یہ دفا ستانی انداز پڑھنے والے کی نظر میں دل چسپی کی چمک پیدا کر دیتا ہے اور توجہ کو پوری طرح اپنی طرف کھینچ لیتا ہے، مثلاً:

ویسے ہی آدمی غنڈے، پھانکڑے، مفت پر کھانے والے، جھوٹے، خوشامدی آ کر آشنا ہوئے....ایک ایک طرف آتش بازی، پھل جھری، انار، داوودی، بھینچا، مرداریہ، مہتابی، ہوائی، چرخی، ہتھ پھول، جاہی جوہی، پٹاخے، ستارے چھٹتے تھے۔

الغرض رشید حسن خاں نے باغ و بہار میں صنعتِ تکرار کے مختلف پہلوؤں کا بغور تجزیاتی مطالعہ پیش کیا ہے اور تحسین میں بخل سے کام نہیں لیا جب کہ سہیل عباس نے محض مثالوں پر اکتفا کیا ہے اور دادِ نقد کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

رشید حسن خاں نے باغ و بہار سے امالہ کی چند مثالیں دی ہیں، جیسے:

دل میرا وپید ھے میں...اس ماجرے کی حقیقت پوچھتا تھا...آہستے سے کہا۔سہیل عباس نے امالہ کا ذکر نہیں کیا۔

رشید حسن خان نے میر امن کی عبارت میں "بہ" کے مرکبات کے متعلق لکھا ہے کہ بعض مقامات پر ان مرکبات کے استعمال سے اجنبی پن پیدا ہو جاتا ہے لیکن اکثر مقامات پر بات چیت کا انداز نکھر جاتا ہے؛ مثال کے طور پر:

رنگ بہ رنگ کی شکلیں... رنگ بہ رنگ کے جانور.... پیڑھی بہ پیڑھی...لہو میں تر بہ تر...خوشی بہ کوشی اجازت

دی... تراکیب اور مرکبات کے ضمن میں سہیل عباس نے زیادہ عرق ریزی اور تفصیل پسندی کا مظاہرہ کیا ہے۔ انھوں نے باغ و بہار سے مختلف قسم کی نشاندہی کی ہے۔

رشید حسن خاں نے میر امن کی عبارت میں قافیہ بندی کی تعریف کی ہے اور بجا لکھا ہے کہ ایسے مقامات پر ذہن یہ محسوس نہیں کرتے پاتا کہ لکھنے والا قافیہ بندی کا ہنر دکھانا چاہتا ہے۔

چند مثالیں:

اور زمین پانی کا تماشا؛ لیکن یہ تماشا ہے.....شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں۔ سارے غریب و غربات دعا دیتے ہیں اور جیتے ہیں.....

رشید حسن خاں نے میر امن کی نثر میں مناسباتِ لفظی کا جائزہ لیا ہے۔ انھوں نے مراعات النظیر، تضاد اور تجنیس جیسی صنعتوں کی متعدد مثالیں دی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

> "صنعتیں اور لفظی رعایتیں، سچ تو یہ ہے کہ زبان کا جز رہی ہیں۔ جہاں تناسب بگڑ جاتا ہے، بس وہاں نظر رکتی ہے اور میر امن کے یہاں ایسے مقامات کم سے کم ہیں جہاں تناسب بگڑا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ [ب جب تک خاص طور پر متوجہ نہ کیا جائے] عام طور پر یہ خیال بھی ذہن میں نہیں آتا کہ باغ و بہار کی نثر میں قافیہ بندی کا اہتمام بھی ہے اور لفظی رعایتوں کی صنعت گری بھی ہے۔ یہ بات لکھنے والے کے کمالِ فن پر دلالت کرتی ہے۔" (۵)

صنعتوں کے ضمن میں سہیل عباس نے جس وقت نظری کا ثبوت دیا ہے وہ قابلِ تعریف ہے۔ انھوں نے باغ و بہار میں مستعمل لگ بھگ ۳۶ صنائع کا ذکر کیا ہے اور مثالیں دی ہیں۔ طوالت سے بچنے کے لیے چند صنعتوں کا نام دینے پر اکتفا کر رہا ہوں:

مراعات النظیر، تضاد، تجنیس، مبادلہ الراسین، تکرار معما، تلمیح، تنسیق الصفات، عاطلہ/غیر منقوط یا مہملہ، معجمہ، تحت النقاط، فوق النقاط، خیفا، رقطا، الشتقاق، شبہ اشتقاق، ذوقافیتین، واصل الشفتین، لف و نشر، حسن تعلیم، ترصیع، تذیع، سیلان خط، سیاقۃ الاعداد۔